آئی ٹی کہانی

کمپیوٹرکا دیوانہ

تحریر : ڈاکٹر سائرہ بانو

جنرل سیکریٹری کوآرڈی نیشن گروپ

جلیل خان اپنے کمرے سے نکل کر صحن میں آیا تو اس نے اپنے بیٹے فیض خان کو صحن میں بچھی چارپائی پر بیٹھے دیکھا۔ اس کے سامنے کتابیں بھی رکھی تھیں اور کئی رجسٹر اور کاپیاں بھی۔

کیا بات ہے فیض بیٹا! کب تک پڑھو گی؟ کافی دیر ہوگئی ہی۔‘‘ جلیل خاں نے بیٹے سے سوال کیا۔’’

ابو! مجھے بہت کام ہی۔ بہت یاد کرنا ہی۔ ابھیدیر لگے گی۔‘‘ فیض خاں نے کہا۔’’

بیٹا! یہ تمہاری اتنی سی عمر ہے اور اتنی ڈھیر کتابیں۔ اتنا ڈھیر کام... یہ کس زمانے کی پڑھائی ہی۔ اس طرح تو تم ’’ ‘ پڑھ ہی نہیں سکو گی... اتنا بوجھ کیسے برداشت کرو گی؟

ابو! یہ اکیسویں صدی ہی۔‘‘ فیض خاں نے کہا: ’یہ کمپیوٹر کی صدی ہی۔ اب سب کچھ بہت بڑھ گیا ہی۔ یہ کمپیوٹر اور ’’ انٹرنیٹ کا زمانہ ہی۔ اب آرام کرنے کا زمانہ نہیں ہی۔ ہمیں ہر وقت چاق و چوبند رہنا ہے ورنہ ہم ترقی کی دوڑ میں دوسری اقوام ’’سے پیچھے رہ جائیں گی۔

ارے بھئی تیری باتیں میری سمجھ سے باہر ہیں۔ نہ جانے تو کیسی باتیں کر رہا ہی؟‘‘ جلیل خاں نے سر ہلاتے ہوئے ’’ کہا۔

ابو! میری باتیں بالکل سادہ اور آسان ہیں۔ ان میں کوئی الجھن نہیں ہی۔‘‘ فیض خاں نے کہا۔ ’’یہ کیسی آسان باتیں ہیں ’’ جو میری سمجھ میں نہیں آرہی ہیں؟‘‘ جلیل خان نے کہا: ’’کیا میں اتنا غائب دماغ اور کمزور ذہن کا مالک ہوں کہ سادہ سی بات ‘ نہیں سمجھ پا رہا

اچھا دیکھیں...‘‘ فیض نے اپنی کتاب ایک طرف رکھتے ہوئے کہا: ’’اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ میں آپ کے شناختی ’’ ‘ کارڈ کے نمبر سے آپ کی ساری معلومات حاصل کر کے آپ کو بتا دوں گا تو کیا آپ یقین کریں گی؟

’’کیا مطلب؟‘‘ جلیل خاں نے کہا‘‘ میں سمجھا نہیں۔’’

مطلب یہ ہے کہ میں کمپیوٹر کے ذریعے شناختی کارڈ کی ساری معلومات حاصل کرسکتا ہوں۔ اس سے آپ کا نام ’’ ولدیت آپ کا پتا تاریخ پیدائش سب معلوم ہو جائے گا۔‘‘ فیض نے کہا ’’مگر کیسی؟‘‘ جلیل خاں نے حیرت سے آنکھیں پھاڑیں‘‘ ‘ تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا؟

ابو ہمارے اسکول میں کمپیوٹر ہی۔‘‘ فیض نے فخر سے کہا۔’’

’’مگر کمپیوٹر تو بہت مہنگا ہوتا ہی۔ تمہارے سر کاری پیلے اسکول میں یہ کیسے آگیا؟ میں نہیں مان سکتا۔’’

ابو! یہ ٹھیک ہے کہ ہمارا اسکول سرکاری اسکول ہی، پیلا اسکول ہے مگر اس میں مہنگا کمپیوٹر اس طرح آگیا کہ ’’ کچھ اچھے لوگوں نے ہماری مدد کی اور ہمارے اسکول میں کمپیوٹر لگا کر دیا ہے بلکہ پوری کمپیوٹر لیب بنا دی ہی۔‘‘ فیض خاں نے کہا۔

اچھا؟‘‘ جلیل خان نے آنکھیں پھاڑیں‘‘ مگر وہ کون لوگ ہیں جو اتنے مہنگے مہنگے کمپیوٹر مفت میں لگا کر دے ’’ ‘ رہے ہیں۔ اس سے انہیں کیا فائدہ ہوگا؟

پہلے میں آپ کو یہ بتا دوں کہ دنیا میں دل والے اور ہمدرد لوگوں کی کوئی کمی نہیں ہی۔ اور ایسے ہی اچھے لوگوں ’’ پر مشتمل ایک گروپ اسکولوں، کالجوں میں بچوں اور طلبہ و طالبات کے لئے مفت میں کمپیوٹر لگا کر دے رہا ہی۔ انہوں نے پورے ملک میں کمپیوٹرز کا جال پھیلانے کا عزم کر رکھا ہی۔‘‘ فیض خان نے کہا۔

کیا وہ بہت پیسے والے ہیں؟‘‘ جلیل خان نے پوچھا۔

ہاں وہ پیسے والے تو ہیں مگر اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ وہ بہت بڑے دل کے مالک ہیں۔ اللہ نے انہیں دولت بھی ’’ دی ہے اور بہت بڑا دل بھی دیا ہے اس لیے وہ ان تمام اسکولوں اور کالجوں میں مفت میں کمپیوٹر لیب بنا کر دے رہے ہیں۔ جن کو اپنے وسائل نہیں ہوتی۔‘‘ فیض نے کہا‘‘ اب اگر وہ میرے اسکول میں کمپیوٹر لیباریٹری قائم نہ کرتے تو مجھے تو اس کے بارے میں کچھ پتا ہی نہیں ہوتا۔ یہ تواُن کی مہربانی کی وجہ سے میں اور مجھ جیسے نہ جانے کتنے غریب بچے اور نوجوان کمپیوٹر سے واقف ہوگئی۔‘‘ بولتے بولتے تھوڑی دیر کے لئے فیض رکا پھر دوبارہ بولا:’’اور تو اور انہوں نے تو جیل میں بند قیدیوں کے لئے بھی جیل کے اندر کمپیوٹر لیب بنا کر دی ہیں اور وہ قیدیوں کو 21ویں صدی کی اس اہم ٹیکنالوجی سے واقف ’’کرا رہے ہیں۔

مگر قیدیوں کو یہ سب سکھانے کا کیا فائدہ ہوگا؟‘‘ فیض خان کے ابو نے سوال کیا۔’’

اس کا بہت فائدہ ہوگا ابو۔‘‘ فیض نے کہا ’’پہلا فائدہ یہ ہوگا کہ قیدیوں میں یہ احساس پیدا ہوگا کہ وہ اسی معاشرے کا ’ حصہ ہیں۔ معاشرے سے الگ نہیں ہیں پھر کمپیوٹر کے ذریعے وہ دنیا سے جڑے رہیں گے اور وہ ٹیکنالوجی سیکھ لیں گے جس کی مدد سے وہ جیل میں دوران قید بھی روزگار کماسکتے ہیں اور اپنی قید ختم کرنے کے بعد جب وہ باہر جائیں گے تو وہاں بھی ان کے لئے اچھی زندگی گزارنے کی راستے کھلے ہوں گی۔‘‘ یہ کہہ کر فیض خان خاموش ہوگیا۔

مگر فیض بیٹا! اِس سے اُن لوگوں کا کیا فائدہ؟۔۔۔‘‘ جلیل خان نے پوچھا۔’’

انہیں بھی فائدہ ہوگا ضرور ہوگا...‘‘ فیض نے آنکھیں بند کر کے کہا۔ ’’اس سے اَس مملکتَ خُداداد کے بچی، نوجوان ’’ ان کی نئی نسل اس نئی ٹیکنالوجی سے واقف ہوگی... اور اس ملک میں کمپیوٹر اور آئیٹی ٹیکنالوجی کا ایک بڑا جال بچھ جائے ’’ گا۔

’ ’ ...مگر بیٹا! کیا یہ ممکن ہے کہ میں بھی یہ کام سیکھ لوں میرا مطلب ہے کمپیوٹر ’’

کیوں نہیں ابو... یہ تو وہ نئی ٹیکنالوجی ہے جسے کوئی بھی سیکھ سکتا ہی۔ اسی میں بوڑھے جوان یا عورت مرد کی ’’ کوئی قید نہیں ہی۔‘‘ فیض نے کہا۔

کیا ایسا ہوسکتا ہی؟‘‘ جلیل خان نے خوشی سے سوال کیا۔’’

بالکل ہوسکتا ہی۔‘‘ فیض خان نے جواب دیا اور اپنے ابو سے لپٹ گیا۔’’

دوستوں کہتے ہیں کہ دیے سے دیا جلتا ہی۔فیض خان کے فیض نے جلیل خان کو بھی کمپیوٹر کا دیوانہ بنا دیا۔اب ’’ جلیل خان کو لگتا ہے کہ کمپیوٹر سیکھے بنا اُس کا بھی گذارا نہیں ہونے والا۔

کیا آپ کو بھی ایسا لگتا ہی؟ ’ ’

****